زکات، اعتکاف اور صدقۂ فطر کے فضائل و مسائل سے آگاہ کرنے والا مختصر، مگر جامع رسالہ بنام

# زکات، اعتکاف اور صدقۂ فطر
# فضائل اور ضروری مسائل

از:
مولانا عبدالقدوس مصباحی
دارالعلوم فیض رضا، شاہین نگر، حیدرآباد، تلنگانہ

ناشر:
دار القدس
مقام: پوکھر بھنڈا عرف بندر ہواں، پوسٹ: پورینہاں، ضلع: مہراج گنج، یو۔پی۔

# فہرست مضامین

صفحہ نمبر

# زکات: فضائل اور ضروری مسائل

زکات، اسلام کا تیسرا بنیادی رکن ہے۔ زکات فرض ہے۔ زکات عظیم مالی عبادت ہے۔ زکات دینے سے مال پاکیزہ ہوتا ہے۔ زکات دینے سے مال میں خوب برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔ زکات ادا کرنا مسلمانوں کا وصف ہے۔ زکات دینا نماز کی قبولیت کا ذریعہ ہے؛ کیوں کہ جو شخص زکات نہیں دیتا ہے، اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔ زکات ادا کرنے سے ایمان کی لذت ملتی ہے۔ زکات کے فوائد، برکات اور اس کی خوبیاں نہایت عظیم ہیں۔ اس کے باوجود بعض لوگ مالک نصاب ہونے کے بعد بھی زکات ادا نہیں کرتے۔ زکات کی ادائیگی کو بار محسوس کرتے ہیں اور طرح طرح کی حیلہ سازی کرتے ہیں۔ اس طرح مستحقین زکات کے لازمی حق ادا نہ کرکے آخرت میں ہلاکت کا سامان یکجا کرتے ہیں۔ ہم یہاں بہار شریعت، قانون شریعت اور عظمت زکات سے استفادہ کرتے ہوئے رضاے الٰہی کی خاطر چند سطور اس ارادے سے تحریر کرتے ہیں کہ یہ کسی کی رہ نمائی کا سبب بنیں۔ واللہ المستعان وعلیہ التکلان۔

## زکات، قرآنی آیات کی روشنی میں:

### زکات فرض ہے:

زکات ادا کرنا، اسلام کا ایک اہم رکن، مہتم بالشان فریضہ اور اعلیٰ قسم کی عبادت ہے۔ اس کی فرضیت کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَارْكَعُوْا مَعَ الرّٰكِعِیْنَ﴾[1].

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکات ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔

اِس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ”اِس آیت میں نماز و زکات کی فرضیت کا بیان ہے اور اِس طرف بھی اشارہ ہے کہ نمازوں کو اُن کے حقوق کی رعایت اور ارکان کی حفاظت کے ساتھ ادا کرو۔ **مسئلہ:** جماعت کی ترغیب بھی ہے۔ حدیث شریف میں ہے: جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا، تنہا پڑھنے سے ستائیس درجہ زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔“[2]

(1) سورۃ البقرۃ:۲، الآیۃ: ۴۳۔
(2) تفسیر خزائن العرفان، البقرۃ، تحت الآیۃ۔

﴿وَاَقِيمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ وَاَطِيعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّكُم تُرحَمُونَ﴾[1].

ترجمہ: اور نماز قائم رکھو اور زکات دو اور رسول کی فرماں برداری کرتے رہو، اِس امید پر کہ تم پر رحم کیا جائے۔

اِس آیت کے تحت تفسیر صراط الجنان میں ہے کہ: "اے لوگو! نماز کو اُس کے ارکان و شرائط کے ساتھ قائم رکھو، اسے ضائع نہ کرو، اور جو زکات اللہ تعالیٰ نے تم پر فرض فرمائی ہے، اُسے ادا کرو، اور احکامات و ممنوعات میں اپنے رب -عزوجل- کے حبیب رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- کی اطاعت کرو، تاکہ تم پر رحم کیا جائے، اور اللہ تعالیٰ تمھیں اپنے عذاب سے نجات دے۔"[2]

## زکات ادا کرنے کے فوائد:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِينَ اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ لَهُمۡ اَجۡرُهُم عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ﴾[3].

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو ایمان لائے اور انھوں نے اچھے کام کیے اور نماز قائم کی اور زکات دی؛ اُن کا اجر اُن کے رب کے پاس ہے، اور اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

﴿وَالَّذِيۡنَ هُمۡ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوۡنَ﴾[4].

ترجمہ: اور فلاح پاتے ہیں؛ وہ جو زکات ادا کرتے ہیں۔

﴿وَمَا اَنۡفَقۡتُمۡ مِّنۡ شَيۡءٍ فَهُوَ يُخۡلِفُهٗ وَهُوَ خَيۡرُ الرّٰزِقِيۡنَ﴾[5].

ترجمہ: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو؛ وہ اس کے بدلے اور دے گا اور وہ، سب سے بہتر رزق دینے والا۔

---

(1) سورۃ النور: ۲۴، الآیۃ: ۵۶۔
(2) سورۃ النور، تحت الآیۃ: ۵۶۔
(3) سورۃ البقرۃ: ۲، الآیۃ: ۲۷۷۔
(4) سورۃ المؤمنین: ۲۳، الآیۃ: ۴۔
(5) سورۃ سبا: ۳۴، الآیۃ: ۳۹۔

اِس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ”دنیا میں یا آخرت میں۔ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: خرچ کرو؛ تم پر خرچ کیا جائے گا۔ دوسری حدیث میں ہے: صدقہ سے مال کم نہیں ہوتا، معاف کرنے سے عزت بڑھتی ہے، تواضع سے مرتبے بلند ہوتے ہیں۔[1]“

## زکات ادا نہ کرنے کا نقصان:

﴿وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ. يَّوْمَ يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ﴾[2].

ترجمہ: اور وہ لوگ جو سونا اور چاندی جمع کر رکھتے ہیں، اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے؛ انھیں دردناک عذاب کی خوش خبری سناؤ۔ جس دن وہ مال جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا، پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیوں اور ان کے پہلوؤں اور ان کی پشتوں کو داغا جائے گا، (اور کہا جائے گا:) یہ وہ مال ہے جو تم نے اپنے لیے جمع کر رکھا تھا، تو اپنے جمع کرنے کا مزہ چکھو۔

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ”حضرت ابن عمر-رضی اللہ تعالیٰ عنہما- سے مروی ہے کہ جس مال کی زکات دی گئی؛ وہ ”کنز“ نہیں، خواہ دفینہ ہی ہو۔ اور جس کی زکات نہ دی گئی؛ وہ ”کنز“ ہے، جس کا ذکر قرآن میں ہوا کہ اُس کے مالک کو اُس سے داغ دیا جائے گا۔ مسئلہ: مال کا جمع کرنا مباح ہے، مذموم نہیں، جب کہ اُس کے حقوق ادا کیے جائیں۔ حضرت عبد الرحمٰن بن عوف اور حضرت طلحہ وغیرہ اصحاب، مال دار تھے، اور جو اصحاب کہ جمع مال سے نفرت رکھتے تھے؛ وہ ان پر اعتراض نہ کرتے تھے۔[3]“

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلِلّٰهِ مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ

(1) تفسیر خزائن العرفان، سبا، تحت الآیۃ۔
(2) سورۃ التوبۃ: ۹، الآیۃ: ۳۴-۳۵۔
(3) تفسیر خزائن العرفان، التوبۃ، تحت الآیۃ۔

وَالْاَرْضِ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرٌ﴾[1].

ترجمہ: اور جو لوگ اُس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے، وہ ہرگز اسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ یہ بخل اُن کے لیے برا ہے۔ عن قریب قیامت کے دن اُن کے گلوں میں اُسی مال کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا، اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے، اور اللہ تمھارے تمام کاموں سے خبردار ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر خزائن العرفان میں ہے: ”اکثر مفسرین نے فرمایا کہ یہاں بخل سے زکات کا نہ دینا مراد ہے۔ بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ جس کو اللہ نے مال دیا، اور اس نے زکات ادا نہ کی، روزِ قیامت وہ مال سانپ بن کر اس کو طوق کی طرح لپٹے گا، اور یہ کہہ کر ڈستا جائے گا کہ میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں۔[2]“

## زکات، احادیث کریمہ کی روشنی میں:

### زکات ادا کرنے کی ترغیب:

حدیث: [۱] حضرت عبد اللہ بن عمر -رضی اللہ تعالیٰ عنہما- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: « جو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مال کی زکات ادا کرے، اور جو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے، وہ حق بولے یا سکوت کرے- بُری بات زبان سے نہ نکالے- اور جو اللہ و رسول پر ایمان لاتا ہے، وہ اپنے مہمان کا اِکرام کرے »[3]۔

حدیث: [۲] حضرت انس بن مالک -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: « اپنے مال کی فرض زکات ادا کر؛ کیوں کہ وہ پاک کرنے والی ہے، تجھے پاک کر دے گی، اور رشتہ داروں سے اچھا برتاؤ کر، نیز سائل، پڑوسی اور مسکین کا حق پہچان »[4]۔

(1) سورۃ آل عمران: ۳، الآیۃ: ۱۸۰۔
(2) تفسیر خزائن العرفان، آل عمران، تحت الآیۃ۔
(3) المعجم الکبیر، حدیث: ۱۳۵۶۱۔
(4) مسند احمد، حدیث: ۱۲۳۹۷۔

حدیث: [۳] حضرت حسن بصری -رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «زکات دے کر اپنے اموال مضبوط قلعوں میں محفوظ کرلو، اور صدقہ وخیرات سے اپنے بیماروں کا علاج کرو اور خدا کی بارگاہ میں دعا اور گڑگڑانے سے ہر قسم کی بلاؤں کا استقبال کرو» (1)۔

حدیث: [۴] حضرت علقمہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «تمھارے اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے اموال کی زکاۃ ادا کرو» (2)۔

حدیث: [۵] حضرت ابوہریرہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «جو میرے لیے ان چھ چیزوں کی ضمانت لے، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت لیتا ہوں»، میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- وہ کیا ہیں؟ آپ -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «نماز، زکات، امانت، شرم گاہ، شکم، زبان» (3)۔

حدیث: [۶] حضرت جابر -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «جس نے اپنے مال کی زکات ادا کردی، بے شک اللہ تعالیٰ نے اُس سے شر دُور فرما دیا» (4)۔

حدیث: [۷] حضرت ابوہریرہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «صدقہ دینے سے مال کم نہیں ہوتا، جو بندہ کسی کا قصور معاف کرے؛ اللہ تعالیٰ اُس کی عزت میں اضافہ فرماتا ہے، اور جو اللہ -عزوجل- کے لیے تواضع کرے؛ اللہ -عزوجل- اُسے بلند فرماتا ہے» (5)۔

حدیث: [۸] حضرت ابو درداء -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے

(1) الترغیب والترهیب، ج:۲، ص:۱۰۰۔
(2) مجمع الزوائد، حدیث: ۴۳۶۵۔
(3) المعجم الاوسط، حدیث: ۴۹۲۵۔
(4) المعجم الاوسط، حدیث: ۱۵۷۹۔
(5) صحیح مسلم، حدیث: ۲۵۸۸۔

رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «زکات، اسلام کا پُل ہے»[1]۔

## زکات ادا نہ کرنے کا وبال:

جس طرح اَحادیثِ کریمہ میں زکات ادا کرنے والوں کے لیے بشارتیں آئیں ہیں؛ بالکل اُسی طرح زکات ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعیدیں بھی آئیں ہیں۔ چند احادیث کریمہ پیش ہیں۔ پڑھیں، اور عبرت حاصل کریں:

حدیث: [۹] حضرت ابوہریرہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «جسے اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور اُس نے اُس کی زکات ادا نہیں کی تو قیامت کے دن اُس کا مال نہایت زہریلے گنجے سانپ کی صورت میں کر دیا جائے گا۔ اُس کی آنکھوں کے پاس دو سیاہ نقطے ہوں گے جیسے سانپ کے ہوتے ہیں۔ وہ سانپ اُس کے گلے میں طوق بنا کر ڈال دیا جائے گا۔ پھر وہ سانپ اُس کے دونوں جبڑوں سے اُسے پکڑ لے گا اور کہے گا کہ میں تیرا مال اور تیرا خزانہ ہوں»، اُس کے بعد آپ -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے اِس آیت کریمہ کی تلاوت فرمائی: ﴿اور جو لوگ اُس چیز میں بخل کرتے ہیں جو اللہ نے انہیں اپنے فضل سے دی ہے، وہ ہرگز اُسے اپنے لیے اچھا نہ سمجھیں، بلکہ یہ بخل اُن کے لیے برا ہے۔ عن قریب قیامت کے دن اُن کے گلوں میں اُسی مال کا طوق بنا کر ڈالا جائے گا جس میں انہوں نے بخل کیا تھا، اور اللہ ہی آسمانوں اور زمین کا وارث ہے، اور اللہ تمھارے تمام کاموں سے خبر دار ہے﴾[2]۔

حدیث: [۱۰] حضرت بُریدہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «جو قوم زکاۃ نہ دے گی؛ اللہ تعالیٰ اُسے قحط میں مبتلا فرمائے گا»[3]۔

حدیث: [۱۱] حضرت عمر فاروق -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «خشکی اور تری میں جو مال برباد ہوتا ہے؛ وہ زکات نہ دینے سے ہوتا ہے»[4]۔

(1) المعجم الاوسط، حدیث: ۸۹۳۷۔
(2) صحیح بخاری، حدیث: ۱۴۰۳۔
(3) المعجم الاوسط، حدیث: ۴۵۷۷۔
(4) الترغیب والترہیب، حدیث: ۱۶۔

حدیث: [۱۲] حضرت انس -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «قیامت کے دن مال داروں کے لیے، محتاجوں کے ہاتھوں سے خرابی ہے، محتاج عرض کریں گے: ہمارے حقوق جو تونے ان پر فرض کیے تھے، انہوں نے ظلماً نہ دیے، اللہ -عزوجل- فرمائے گا: مجھے قسم ہے اپنی عزّت وجلال کی کہ تمہیں اپنا قُرب عطا کروں گا، اور انھیں دُور رکھوں گا»[1]۔

حدیث: [۱۳] حضرت ابو ہریرہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «دوزخ میں سب سے پہلے تین شخص جائیں گے، اُن میں ایک وہ مال دار ہے جو اپنے مال میں اللہ -عزوجل- کا حق ادا نہیں کرتا»[2]۔

حدیث: [۱۴] حضرت عمارہ بن حزم -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «اللہ -عزوجل- نے اسلام میں چار چیزیں فرض کی ہیں، جو اُن میں سے تین ادا کرے، وہ اُسے کچھ کام نہ دیں گی جب تک چاروں کو نہ بجالائے۔ وہ یہ ہیں: نماز، زکات، رمضان کے روزے، بیت اللہ شریف کا حج»[3]۔

حدیث: [۱۵] حضرت عبد اللہ بن عمر -رضی اللہ تعالیٰ عنہما- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «اللہ -عزوجل- زکات کے بغیر، ایمان اور نماز قبول ہی نہیں فرماتا ہے»[4]۔

حدیث: [۱۶] حضرت انس بن مالک -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: «زکات روک لینے والا، قیامت کے دن دوزخ کی آگ میں ہوگا»[5]۔

حدیث: [۱۷] حضرت عبد اللہ بن مسعود -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- فرماتے ہیں: «ہمیں

(1) المعجم الاوسط، حدیث: ۴۸۱۳۔
(2) صحیح ابن خزیمہ، حدیث: ۲۲۴۹۔
(3) مسند امام احمد، حدیث: ۱۷۸۰۴۔
(4) کنز العمال، کتاب الزکاۃ۔
(5) ترغیب وترہیب، جلد اول، زکات کا بیان۔

حکم دیا گیا کہ نماز پڑھیں اور زکات دیں۔ اور جو زکات نہ دے، اُس کی نماز قبول نہیں » [1]۔

اَحبابِ گرامی! قرآنی آیات و اَحادیثِ کریمہ کی روشنی میں زکات کی فرضیت، زکات ادا کرنے والوں کے لیے بشارتیں، اور ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعیدوں کو پڑھنے کے بعد، ہر عاقل مؤمن یہ ضرور چاہے گا کہ ہمیں زکات ادا کر دینا چاہیے؛ اس لیے اب زکات کی تعریف، اور اُس کے متعلقہ مسائل پیش کیے جاتے ہیں [2]۔

## زکات کی تعریف:

خالص اللہ -عزوجل- کی رضا کے لیے اپنے مال کے ایک حصہ کا، جو شریعت مطہرہ نے مقرر کیا ہے، کسی مسلمان فقیر کو مالک بنا دینے، اور اُس مال سے اپنا نفع مکمل طور سے الگ کر لینے کو زکات کہتے ہیں۔

## زکات کا حکم:

زکات فرض ہے۔ اِس کا مُنکر کافر، نہ دینے والا فاسق اور قتل کا مستحق، اور ادا کرنے میں دیر کرنے والا گناہ گار و مردود الشہادۃ ہے۔

## وجوبِ زکات کے شرائط:

زکات واجب ہونے کے لیے چند شرطیں ہیں۔ جب وہ پائی جائیں گی؛ تبھی زکات واجب ہوگی، ورنہ نہیں ہوگی۔ وہ یہ ہیں: (۱) مسلمان ہونا، (۲) عاقل ہونا، (۳) بالغ ہونا، (۴) آزاد ہونا، (۵) بقدرِ نصاب، مال کا پورے طور پر مالک اور قابض ہونا، (۶) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا، (۷) نصاب کا حاجت اَصلیہ سے فارغ ہونا، (۸) مال نامی ہونا، (۹) سال گزرنا۔

## شرائط کی قدرے وضاحت:

(۱) مسلمان ہونا: یعنی کافر پر زکات واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر کوئی کافر مسلمان ہوا تو اُسے یہ حکم نہیں دیا جائے گا کہ کفر کے زمانہ کی زکات ادا کرے۔

(۲) عاقل ہونا: یعنی اگر کوئی شخص پورے سال مجنون رہے تو اُس پر زکات واجب نہیں۔

(1) المعجم الکبیر، حدیث: ۱۰۰۹۵۔
(2) یہ مسائل بہار شریعت، حصہ پنجم، کتاب الزکاۃ، قانون شریعت، حصہ اول، زکات کا بیان اور عظمت زکات سے ماخوذ ہیں۔

لیکن اگر سال کے اول و آخر میں ہوش میں آتا ہے تو زکات واجب ہے، اگر چہ باقی زمانہ مجنون رہے۔

(۳) بالغ ہونا: یعنی نابالغ پر زکات واجب نہیں۔

(۴) بقدرِ نصاب، مال کا پورے طور پر مالک ہونا: یعنی نصاب سے کم مال میں زکات واجب نہیں۔

## نصاب کی وضاحت:

**سونے کا نصاب:** سونے کا نصاب ساڑھے سات تولہ ہے، جو اِس وقت رائج پیمانہ کے اِعتبار سے ترانوے گرام اور تین سو بارہ ملی گرام [93g, 312ml] ہے۔

**چاندی کا نصاب:** چاندی کا نصاب ساڑھے باون تولہ ہے جو اِس وقت رائج پیمانہ کے اِعتبار سے چھ سو ترپن گرام اور ایک سو چوراسی ملی گرام [653g, 184ml] ہے۔

**مالِ تجارت کا نصاب:** مالِ تجارت میں قیمت کا اِعتبار ہے۔ یعنی اگر اِتنے مال کا مالک ہے کہ اُس کی قیمت سے ساڑھے سات تولہ سونا، یا ساڑھے باون تولہ چاندی خرید سکتا ہے تو وہ مالکِ نصاب ہے، ورنہ نہیں۔

**جانوروں -اونٹ، گائے، بکری- کا نصاب:** اپنے یہاں عمومی اِعتبار سے اُتنے جانور نہیں پالے جاتے جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائیں؛ اِس لیے اِن کے نصاب کی تفصیل کو چھوڑا جارہا ہے۔ جو تفصیل چاہتے ہوں؛ وہ بہارِ شریعت، حصہ پنجم، زکات کا بیان دیکھیں۔

(۵) نصاب کا دَین سے فارغ ہونا: یعنی اگر نصاب کا تو مالک ہے، مگر اُس پر اِتنا قرض ہے کہ قرض ادا کرنے کے بعد نصاب باقی نہیں رہتا ہے تو اُس پر زکات واجب نہیں۔

**مسئلہ:** قرض اُسی وقت زکات واجب ہونے سے روکتا ہے جب زکات واجب ہونے سے پہلے کا ہو۔ اور اگر قرض، مالِ نصاب پر سال گزرنے کے بعد کا ہو تو یہ زکات سے نہیں روکے گا، بلکہ زکات واجب ہوگی۔

(۶) نصاب کا حاجتِ اَصلیہ سے فارغ ہونا: یعنی جو چیزیں حاجتِ اَصلیہ میں سے ہوں گی، اُن میں زکات نہیں ہوگی۔

**حاجتِ اَصلیہ کی وضاحت:** ایک انسان کو زندگی گزارنے کے لیے جن چیزوں کی ضرورت ہے، وہ سب حاجتِ اَصلیہ میں داخل ہیں۔ مثلاً: رہنے کا مکان، جاڑے اور گرمیوں میں پہننے کے لیے کپڑے، خانہ داری کے سامان، مثلاً: میز، کرسی، صوفہ، الماری، کولر، فریج، واشنگ مشین، پنکھا اور برتن وغیرہ، سواری کے جانور، مثلاً: گھوڑا، اونٹ، ہاتھی، یا سائیکل، موٹر سائیکل، اور موٹر کار وغیرہ، لڑائی کے ہتھیار، خواہ کسی قسم کے ہوں، اور کتنے ہی مہنگے ہوں، پیشہ وروں کے اوزار، مثلاً: ڈاکٹروں کے چیک اَپ کی بڑی بڑی مشینیں، کاشت کاروں کے لیے ہل بیل، اور ٹریکٹر وغیرہ، اہل علم کے لیے حاجت کی کتابیں، اور کھانے کے لیے غلہ وغیرہ حاجتِ اَصلیہ میں آتے ہیں۔ یہ ساری چیزیں کتنی ہی قیمت کی کیوں نہ ہوں، اِن میں زکات واجب نہیں۔

**(۷) مال نامی ہونا:** یعنی جس مال کا مالک ہے، وہ مال بڑھنے والا ہو، چاہے حقیقتاً بڑھے، یا حکماً، یعنی اگر بڑھانا چاہیں تو وہ مال بڑھے۔

**(۸) سال کا گزرنا:** یعنی نصاب پر مکمل ایک سال کا گزر جانا۔ یہاں سال سے مراد قمری سال ہے یعنی چاند کے مہینوں سے بارہ مہینے۔

**مسئلہ:** اگر سال کے شروع اور سال کے آخر میں نصاب کامل ہے۔ مگر درمیان میں نصاب کی کمی ہوگئی، تو یہ کمی زکات سے نہیں روکے گی، بلکہ زکات واجب ہوگی۔

## زکات کتنے طرح کے مال پر ہے؟

جب وجوبِ زکات کی ساری شرطیں پائی جائیں تو زکات دینا واجب ہوگا۔ اب زکات کس مال پر ہے؟ تو اُس کی تفصیل یہ ہے: زکات چار طرح کے مال پر ہے: (۱) سونا، چاندی، رائج روپے پیسے، (۲) مال تجارت، (۳) چرائی پر چھوٹے جانور، (۴) اور کھیت کی پیداوار سے دسواں، یا بیسواں حصہ۔

## اِن کی مختصر وضاحت:

**(۱) سونا چاندی:**

سونا چاندی جب نصاب بھر ہوں تو اُن کا چالیسواں حصہ زکات میں دینا لازم ہے۔ چاہے وہ دونوں ویسے ہی رکھے ہوں، یا اُن کے سکے ہوں۔ جیسے: روپے، یا اشرفیاں، یا اُن کا کوئی سامان بنا ہوا ہو، چاہے اُس سامان کا استعمال جائز ہو۔ جیسے: عورت کے زیور، یا مرد کے لیے

چاندی کی ایک نگ کی انگوٹھی، یا اُس کا استعمال ناجائز ہو۔ جیسے: چاندی کے برتن اور گھڑی وغیرہ کہ اِن کا استعمال مرد و عورت سب کے لیے حرام ہے۔ حاصل یہ ہے کہ جو کچھ ہو؛ سب پر زکات واجب ہے۔

مسئلہ: اگر سونا بھی ہے، اور چاندی بھی، اور دونوں نصاب سے کم ہیں۔ تو اگر سونے کی قیمت کی چاندی، یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کرکے ملائیں تو نصاب ہو جاتی ہے تو بندہ مالک نصاب ہے، اور اُس پر زکات واجب ہے۔

**(۲) مال تجارت:**

**مال تجارت کی وضاحت:** مال تجارت اُس مال کو کہتے ہیں جسے بیچنے کی نیت سے خریدا گیا ہو۔ مثلاً: زید نے موٹر سائیکل اِس نیت سے خریدی کہ اُسے بیچے گا اور نفع کمائے گا تو یہ مال تجارت ہے۔

مسئلہ: اگر تجارت کی کوئی چیز ایسی ہو جس کی قیمت سونے یا چاندی کے نصاب کو پہنچے تو اُس پر بھی زکات ہے۔ یعنی قیمت کا چالیسواں حصہ زکات میں دینا لازم ہے۔

مسئلہ: مال تجارت میں زکات نکالنے کے لیے جو قیمت لگائی جائے گی، وہ قیمت اس جگہ کی ہونی چاہیے جس جگہ مال ہے۔

مسئلہ: اگر مال جنگل میں ہے تو اُس کے قریب جو آبادی ہے، وہاں جو قیمت ہو، اُس کا اعتبار ہے۔

مسئلہ: اُوپر کے دونوں مسئلے، اُس مال سے متعلق ہیں جن کی خریداری جنگل میں نہ ہوتی ہو۔ اور اگر جنگل میں خریدا جاتا ہو جیسے لکڑی وغیرہ تو جب تک مال وہاں پڑا ہے، وہیں کی قیمت لگائی جائے گی۔

مسئلہ: اگر مال تجارت کی قیمت نصاب کو نہیں پہنچتی ہے، مگر اِس کے علاوہ اُس کے پاس سونا، چاندی بھی ہے تو اُس کی قیمت، سونے یا چاندی کے ساتھ ملا کر مجموعہ کریں، اگر مجموعہ نصاب کو پہنچ جائے تو زکات واجب ہے۔

**(۳) چرائی پر چھوٹے جانور:** اپنے یہاں عمومی اِعتبار سے اُتنے جانور نہیں پالے جاتے ہیں جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائیں؛ اِس لیے ان کے مسائل چھوڑے جا رہے ہیں۔ جو تفصیل چاہتے ہوں؛ وہ بہار شریعت، حصہ پنجم، زکات کا بیان دیکھیں۔

(۴) کھیت کی پیداوار سے دسواں، یا بیسواں حصہ: پیداوار کی زکات کے سلسلے میں، لازمی طور سے چند باتیں ذہن میں رکھیں:

(۱) دسواں یا بیسواں حصہ واجب ہونے کے لیے نصاب کی کوئی شرط نہیں؛ اِس لیے اگر کبھی پانچ یا دس کلو ہی پیداوار ہو تو بھی دسواں یا بیسواں حصہ زکات میں دینا لازم ہے۔

(۲) دسواں یا بیسواں حصہ زکات میں واجب ہونے کے لیے عاقل اور بالغ ہونا بھی شرط نہیں؛ اِس لیے مجنون اور نابالغ کی زمین کی پیداوار میں بھی دسواں یا بیسواں حصہ لازم ہے۔

(۳) دسواں یا بیسواں حصہ زکات میں لازم ہونے کے لیے سال گزرنا بھی شرط نہیں؛ اِس لیے اگر کسی کھیت میں، ایک سال میں چند بار پیداوار ہو تو ہر بار دسواں یا بیسواں حصہ دینا لازم ہے۔

## پیداوار میں کب دسواں حصہ، اور کب بیسواں حصہ زکات میں لازم ہے؟ اِس کی تین صورتیں ہیں:

(۱) جس کھیت کو بارش، یا نہر، یا نالے کے پانی سے سینچا جائے، اُس میں دسواں حصہ دینا واجب ہے۔

(۲) جس کھیت کو نل، یا پانی کی مشین وغیرہ سے سینچا جائے، اُس میں بیسواں حصہ دینا لازم ہے۔

(۳) جس کھیت کو کچھ دنوں بارش کے پانی سے سینچا جائے، اور کچھ دنوں نل یا پانی کی مشین سے سینچا جائے، تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ اگر اکثر بارش کے پانی سے سینچا جاتا ہے، اور کبھی کبھی نل، یا پانی کی مشین سے، تو اُس میں دسواں حصہ واجب ہے، ورنہ بیسواں حصہ واجب ہے۔

## کس پیداوار میں دسواں، یا بیسواں حصہ واجب ہے؟

اِن پیداوار میں دسواں یا بیسواں حصہ واجب ہے: گیہوں، جَو، باجرہ، جُوار، دھان، ہر قسم کے غلے، اخروٹ، بادام، ہر قسم کے میوے، روئی، پھول، گنّا، خربوزہ، کھیرا، ککڑی، بیگن، اور ہر قسم کی ترکاری۔ اِن تمام میں دسواں یا بیسواں حصہ واجب ہے۔ چاہے پیداوار تھوڑا ہو یا زیادہ۔

**رائج روپے، پیسے میں زکات کا حکم:** آج کل جو روپے، پیسے رائج ہیں، اُن میں بھی زکات واجب ہے، جب کہ بقدر نصاب ہوں۔ یعنی اِتنے ہوں کہ اُن سے ساڑھے باون تولہ

چاندی خرید سکیں؛ لہٰذا اگر کوئی شخص حاجتِ اَصلیہ اور قرض وغیرہ سے زائد اتنے روپے کا مالک ہے تو اُس پر زکات واجب ہے۔

**کرائے پر دی جانے والی چیزوں کی زکات:** دکان، مکان، ٹینٹ، یا دوسرے سامان جو کرائے پر اٹھانے کے لیے ہوں، اُن پر زکات نہیں ہے، اگرچہ وہ لاکھوں روپے کے ہوں۔ یوں ہی کرائے پر چلنے والی گاڑیوں یا بسوں پر بھی زکات واجب نہیں۔

ہاں! اُن کی آمدنی تنہا یا دوسرے مال کے ساتھ مل کر نصاب کو پہنچ جائے، تو زکات کی دیگر شرائط پائے جانے پر اُس کی زکات واجب ہوگی۔

**بونس کی زکات:** بونَس کی وضاحت: سرکاری یا نجی اداروں کے ملازمین کو سال کے آخر میں کچھ مخصوص رقم تنخواہ کے علاوہ بھی دی جاتی ہے، اُسے بونَس کہتے ہیں۔

**بونس کا حکم:** یہ ایک خاص قسم کا اِنعام ہوتا ہے۔ ملازم جب اُس پر قبضہ کر لے گا، تو اُس کی ملکیت ثابت ہو جائے گی۔ اب اگر وہ بونَس تنہا، یا دیگر اَموال زکات سے مل کر نصاب کو پہنچ جائے، تو اُس پر زکات واجب ہوگی۔

**بینک یا ڈاک خانہ میں جمع رقم کی زکات:** بینک یا ڈاک خانے وغیرہ میں عارضی یا فکس کی صورت میں جمع کی گئی رقم، اگر بقدرِ نصاب ہو، یا دوسرے مال سے مل کر نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے، تو اُس پر ہر سال زکات واجب ہوگی۔ لیکن ادائگی اُس وقت واجب ہوگی جب اُس مال کا پانچواں حصہ مثلاً: سو روپے میں بیس روپیہ حاصل ہو جائے۔

## زکات، صدقۂ فطر اور عشر کا مال کن لوگوں کو دیا جائے؟

زکات، صدقۂ فطر اور عُشر کا مال اِن لوگوں کو دیا جائے: فقیر، مسکین، عامِل، رِقاب، غارِم، فی سبیل اللہ، اور اِبن سبیل۔

**اِن کی مختصر وضاحت:**

[ا] فقیر: وہ شخص ہے جس کے پاس کچھ ہو، مگر اِتنا نہ ہو کہ نصاب کو پہنچ جائے، یا نصاب کی

مقدار کو پہنچ جائے مگر حاجتِ اَصلیہ سے زائد نہ ہو، یا قرض دار ہو کہ قرض نکالنے کے بعد، نصاب باقی نہ رہے، تو وہ فقیر ہے۔ اگرچہ اُس کے پاس بہت سارا مال ہو۔

مسئلہ: فقیر اگر عالم ہو تو اُسے دینا، جاہل کو دینے سے افضل ہے۔ اگر دے تو ادب کے ساتھ دے۔ جیسے: چھوٹے، بڑوں کو نذرانہ دیتے ہیں۔

[۲] مسکین: وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو، یہاں تک کہ کھانے اور بدن چھپانے تک کے لیے لوگوں سے مانگنے کا محتاج ہو۔

مسئلہ: مسکین کو سوال کرنا حلال ہے۔ اور فقیر کو سوال کرنا ناجائز ہے؛ اِس لیے کہ جس کے پاس کھانے اور بدن چھپانے کے لیے موجود ہو، اُسے بغیر ضرورت کے سوال کرنا حرام ہے۔

[۳] عامِل: وہ شخص ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکات اور عُشر وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔

[۴] رِقاب: اِس سے مراد مُکاتب غلام کو دینا ہے کہ وہ اُس مال زکات سے بدل کتابت ادا کرے، اور غلامی سے اپنی گردن چھڑائے۔

[۵] غارِم: اِس سے مراد مقروض ہے۔ یعنی وہ شخص جس پر اتنا قرض ہو کہ اُسے نکالنے کے بعد، نصاب باقی نہ رہے، مگر یہ شرط ہے کہ وہ قرض دار ہاشمی نہ ہو۔

[۶] فی سبیل اللہ: اِس سے مراد، راہِ خدا میں خرچ کرنا ہے۔

مسئلہ: ہر نیک کام میں زکات خرچ کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ مالک بنانا پایا جائے؛ کیوں کہ بغیر مالک بنائے زکات ادا نہیں ہو سکتی۔

[۷] ابن سبیل: اِس سے مراد وہ مسافر ہے جس کے راستے کا خرچ ختم ہو گیا ہو۔ وہ بقدرِ ضرورت زکات لے سکتا ہے۔ اگرچہ اُس کے گھر مال موجود ہو۔

مسئلہ: زکات و صدقات میں افضل یہ ہے کہ پہلے اپنے مستحق بھائیوں، بہنوں کو دے، پھر اُن کی اولاد کو، پھر چچا اور پھوپھیوں کو، پھر اُن کی اولاد کو، پھر ماموں اور خالہ کو، پھر اُن کی اولاد کو، پھر اپنے شہر یا گاؤں کے رہنے والوں کو۔

مسئلہ: زکات ادا کرنے میں یہ ضروری ہے کہ جسے دیں، اُسے مالک بنا دیں۔ اگر مالک نہیں بنائے تو زکات ادا نہیں ہوگی۔

# اعتکاف: فضائل اور ضروری مسائل

## اِعتکاف کی تعریف:

اِعتکاف کی نیت سے، اللہ -عزوجل- کی رضا کے لیے مسجد میں ٹھہرنے کو اِعتکاف کہتے ہیں۔

## اِعتکاف کے فضائل:

اَحادیث کریمہ میں اِس کی بڑی فضیلتیں آئی ہیں۔ آقا -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- اِرشاد فرماتے ہیں: «جس نے رمضان میں دس دنوں کا اِعتکاف کیا، تو گویا کہ اُس نے دو حج اور دو عمرہ کیا» [1]۔

دوسرے مقام پر فرماتے ہیں کہ:

«اِعتکاف کرنے والا، تمام گناہوں سے رُکا رہتا ہے، اور اُس کو اُن نیکیوں کا ثواب، جن کو وہ نہیں کر سکتا اُن تمام نیکیوں کے کرنے والے کی طرح ملتا ہے» [2]۔

خود ہم سب کے آقا -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- بھی آخری عشرہ میں اِعتکاف فرماتے تھے۔ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ -رضی اللہ تعالیٰ عنہا- اِرشاد فرماتی ہیں کہ:

«اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- رمضان کے آخری عشرہ کا اِعتکاف فرمایا کرتے» [3]۔

## اِعتکاف کی قسمیں:

اِعتکاف کی تین قسمیں ہیں:

(۱) واجب: یہ مَنّت کا اِعتکاف ہے۔ جیسے: کسی نے یہ مَنّت مانی کہ میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں ایک دن یا دو دن کا اِعتکاف کروں گا، تو یہ اِعتکاف واجب ہے۔ اِس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ اِس کے لیے روزہ شرط ہے۔ بغیر روزہ کے یہ اِعتکاف صحیح نہیں۔

(۲) سنّتِ مؤکدہ: یہ رمضان کا اِعتکاف ہے۔ بیسویں رمضان کو سورج ڈوبتے وقت

(1) شعب الایمان، حدیث: ۳۹۶۶۔
(2) سنن ابن ماجہ، حدیث: ۱۷۸۱۔
(3) صحیح مسلم، حدیث: ۱۱۷۲۔

اِعتکاف کی نیت سے مسجد میں جانا، اور تیسویں کو سورج ڈوبنے کے بعد، یا انتیسویں کو چاند ہو جانے کے بعد نکلنا۔ اگر بیسویں رمضان کو نمازِ مغرب کے بعد، اِعتکاف کی نیت کرے گا تو سنتِ مؤکدہ ادا نہیں ہوگی۔ اِس اِعتکاف میں بھی روزہ شرط ہے۔ مگر وہی رمضان کے روزے کافی ہیں۔ الگ سے روزے کی حاجت نہیں۔ یہ اِعتکاف، سنتِ مؤکدہ کفایہ ہے۔ اگر سب چھوڑ دیں گے تو سب کی پکڑ ہوگی، اور اگر ایک بھی کر لے گا تو سب چھوٹ جائیں گے۔

(۳) مستحب: اِعتکافِ واجب و سنت کے علاوہ جو اِعتکاف کیا جائے؛ وہ مستحب ہوتا ہے۔ اِس کے لیے نہ روزہ شرط ہے، اور نہ کوئی خاص وقت مقرر ہے۔ جب بھی مسجد میں جائے، اِعتکاف کی نیت کر لے۔ جب تک مسجد میں رہے گا؛ ثواب ملے گا۔ جب نکلے گا؛ اِعتکاف ختم ہو جائے گا۔

## اِعتکاف کے شرائط:

اِعتکاف کے چند شرائط ہیں۔ اگر وہ موجود ہوں؛ تبھی اِعتکاف کرنا درست ہوگا، ورنہ نہیں۔ وہ یہ ہیں: (۱) مسلمان ہونا، (۲) عاقل ہونا، (۳) پاک ہونا۔

مسئلہ: بلوغت کی شرط نہیں، نابالغ جو عقل رکھتا ہو، اُس کا اِعتکاف کرنا صحیح ہے۔ یوں ہی غلام کا بھی صحیح ہے۔ ہاں! وہ اپنے آقا سے اِجازت ضرور لے۔

## اِعتکاف کہاں کرے؟

اِس سلسلے میں مرد و عورت کے اِعتبار سے کچھ تفصیل ہے۔ وہ یہ ہے کہ مرد، مسجد میں اِعتکاف کرے، اور عورت اپنے گھر میں۔ قانون شریعت میں ہے:

”مرد کے اِعتکاف کے لیے مسجد ضروری ہے۔ اور عورت اپنے گھر کی اُس جگہ میں اِعتکاف کرے جو جگہ اُس نے نماز کے لیے مقرر کی ہو۔“

مسئلہ: اگر عورت نے نماز کے لیے کوئی جگہ مقرر نہ کی ہو تو گھر میں اِعتکاف نہیں کر سکتی۔ ہاں! اگر اُس وقت -جب کہ اِعتکاف کا اِرادہ کر رہی ہے- کسی جگہ کو نماز کے لیے خاص کر لے، تو اُس جگہ اِعتکاف کر سکتی ہے۔

## اِعتکاف کے ضروری مسائل:

مسئلہ: جب بندہ، اِعتکاف کی نیت کر کے مسجد میں چلا جائے تو بغیر کسی عذر کے مسجد سے

نہیں نکل سکتا۔ نکلنا حرام ہے۔ اگر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ اگرچہ بھول کر ہی نکلے۔ اِسی طرح عورت اگر اپنے اِعتکاف کی جگہ سے نکل جائے تو اِعتکاف جاتا رہے گا۔

مسئلہ: اِعتکاف کرنے والا، مسجد سے صرف دو عذر کی وجہ سے نکل سکتا ہے:

(۱) عذرِ شرعی، (۲) عذرِ طبعی۔

عذرِ شرعی یہ ہیں:

(۱) نمازِ عید، (۲) نمازِ جمعہ، (۳) اور اگر اِعتکاف والی مسجد میں جماعت نہ ہوتی ہو تو جماعت کے لیے جانا۔

عذرِ طبعی یہ ہیں:

(۱) پاخانہ، (۲) پیشاب، (۳) وضو، (۴) غسل۔

مسئلہ: آج کل عموماً مسجد کے حدود میں بیت الخلاء، استنجا خانہ، اور غسل خانہ بنے ہوتے ہیں۔ اگر ایسی مسجد میں اِعتکاف کر رہا ہے جہاں یہ سارے انتظامات ہوں تو وہاں مسجد کے حدود سے نکلنے کی بالکل اِجازت نہیں۔ اگر نکلے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: عذرِ طبعی میں غسل سے مراد، غسل فرض ہے۔ صرف ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے حدود مسجد سے باہر جا کر غسل کرنے کی ہرگز اجازت نہیں۔ اگر جائے گا تو اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ ہاں! مسجد کے حدود میں رہ کر ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے وضو پر وضو، یا غسل پر غسل کر سکتا ہے۔ اِعتکاف نہیں ٹوٹے گا۔ مگر ایسا نہیں کرنا چاہیے۔ مقصود فوت ہوگا۔ مقصود ہے اللہ تعالیٰ کی خوب عبادت کرنا، اور ٹھنڈک حاصل کرنے کے لیے بار بار وضو کرنے، یا غسل کرنے سے مقصود میں خلل واقع ہوگا۔

اور اگر انتظامات نہ ہوں تو بوقتِ حاجت، مسجد کے حدود سے باہر نکل سکتا ہے۔ اب اگر جائے تو ضرورت پوری کر کے فوراً واپس آ جائے۔ کہیں ٹھہرنے کی بالکل اِجازت نہیں۔ جب جائے تو سَر جھکا کر جائے۔ راستے میں کسی سے بات چیت، اور خیر خیریت معلوم کرنے کے لیے نہ رک جائے۔ اگر بلا ضرورت رک کر بات چیت، یا خیر خیریت معلوم کرنے لگے تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

## جن صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جائے گا:

(۱) ڈوبنے والے۔
(۲) یا جلنے والے کو بچانے کے لیے مسجد سے باہر نکلے۔
(۳) یا گواہی دینے کے لیے چلا جائے۔
(۴) یا مریض کی عیادت کے لیے۔
(۵) یا نمازِ جنازہ کے لیے چلا جائے، اگر چہ کوئی دوسرا پڑھانے والا نہ ہو۔
(٦) یا پاخانہ، پیشاب کے لیے جائے، اور قرضہ دینے والا روک لے۔
(۷) یا بیوی سے جماع کرلے، چاہے جان بوجھ کر کرے، یا بھول کر، اِنزال ہو، یا نہ ہو۔
ان تمام صورتوں میں اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ: حالتِ اعتکاف میں عورت کا بوسہ لینا، یا چھونا، یا گلے لگانا حرام ہے۔ اگر اِن صورتوں میں اِنزال ہو جائے تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا، ورنہ نہیں۔

## اِعتکاف کرنے والا مسجد میں کیا کرے؟

اِعتکاف کرنے والا، اِعتکاف کی حالت میں، مسجد میں نہ چُپ رہے، اور نہ ہی بیکار کی باتیں کرے، بلکہ اگر پڑھنا جانتا ہو تو یہ کرے:

کثرت کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کرے۔ کتبِ اَحادیث کا مطالعہ کرے۔ علمِ دین پڑھے، اور پڑھائے۔ اِسی طرح انبیاے کرام اور اولیاے کرام کی زندگی کے تابندہ نقوش کو پڑھ کر اپنی زندگی میں عظیم اِنقلاب لانے کی کوشش کرے۔ نیز اَوراد و وظائف، وِردِ درودِ پاک، اور نوافل کی کثرت کے ساتھ، اگر فرائض ذمہ میں باقی ہوں تو انھیں ادا کر ڈالے۔

اور اگر پڑھنا نہیں جانتا ہے تو فرض نمازیں جو چھوٹ گئیں ہوں، اُن کی قضا کرے۔ نوافل کی کثرت کرے۔ خوب زیادہ تسبیحات پڑھے، اور کثرت کے ساتھ درودِ پاک کا ورد کرے۔

## اِعتکاف کرنے والا کہاں کھائے پیے؟

اِعتکاف کرنے والا مسجد ہی میں کھائے، پیے، اور سوئے۔ اگر اِن امور کے لیے مسجد سے باہر جائے گا تو اِعتکاف ٹوٹ جائے گا۔ ہاں! کھانے پینے میں اِس کا خاص خیال رکھے کہ مسجد آلودہ نہ ہو۔

مسئلہ: اگر اِعتکاف کرنے والا دن میں بھول کر کھا لے یا پی لے تو اِعتکاف فاسد نہ ہوگا۔
مسئلہ: اِعتکاف جس وجہ سے بھی فاسد ہو، چاہے قصداً یا بلا قصد، بہر حال قضا واجب ہے۔

## اگر اِعتکاف فاسد ہو جائے تو کیا کرے؟

اِعتکاف کی تین قسمیں ہیں:
(۱) اِعتکافِ نفل، (۲) اِعتکافِ سنتِ مؤکدہ، (۳) اور اِعتکافِ مَنّت۔
ان میں قدرے تفصیل ہے۔ وہ یہ ہے:
(۱) اِعتکافِ نفل: اگر نفلی اِعتکاف فاسد ہو تو اُس کی قضا نہیں۔
(۲) اِعتکافِ سنتِ مؤکدہ: اگر اِعتکافِ سنتِ مؤکدہ فاسد ہو - جو رمضان کے آخری دس دنوں میں ہوتا ہے - تو جس دن فاسد ہوا، بس اُسی ایک دن کی قضا کرے، پورے دس دنوں کی قضا واجب نہیں۔
(۳) اِعتکافِ مَنّت: اگر کسی نے متعیّن مہینے کی مَنّت مانی۔ مثلاً: یہ کہا کہ میں مُحرم الحرام کا پورا مہینہ اعتکاف کروں گا۔ تو مُحرم کے پورے مہینے کا اِعتکاف لازم ہوگا۔ یعنی مُحرم کا چاند دیکھتے ہی اِعتکاف کے لیے بیٹھ جائے، اور جب صَفر کا چاند نظر آئے تو اِعتکاف سے باہر آئے۔
اِس صورت میں مثلاً ۲۸؍ محرم کو کسی سبب سے اِعتکاف فاسد ہو گیا تو اب چاند کے مطابق صرف ایک یا دو دن کا اِعتکاف اُس کے ذمہ لازم ہوگا۔
اور اگر غیر متعیّن مہینے کی مَنّت مانی۔ مثلاً: یہ کہا کہ میں ایک مہینہ کا اِعتکاف کروں گا، اور مُحرم، صَفر وغیرہ متعیّن نہ کیا تو ایسی صورت میں مسلسل، لگاتار ایک ماہ کا اِعتکاف لازم ہوگا۔ اب اگر ایک مہینہ مکمل ہونے سے پہلے ہی اِعتکاف فاسد ہو گیا تو پورے مہینے کا اِعتکاف نہیں پایا گیا؛ لہٰذا از سرِ نو پورے مہینے کا اِعتکاف لازم ہوگا۔
اور اگر چند دنوں کے اِعتکاف کی مَنّت مانی۔ مثلاً: یہ کہا کہ میں دس دن کا اِعتکاف کروں گا، اور پانچ دن اِعتکاف کیا، پھر اعتکاف فاسد ہو گیا تو اب پانچ دن کا اور اِعتکاف کر لے، پورے دس دن از سرِ نو یہاں لازم نہیں؛ کیوں کہ دن متعیّن تھے۔
[مستفاد از بہار شریعت، حصہ پنجم و قانون شریعت، حصہ اول، اعتکاف کا بیان۔]

## صدقۂ فطر، فضائل اور ضروری مسائل:

صدقۂ فطر دینا ہر مسلمان، آزاد، مالکِ نصاب پر واجب ہے۔ اَحادیثِ کریمہ میں اِس کو ادا کرنے پر اُبھارا گیا ہے، نیز ادا کرنے کا فائدہ بھی بیان کیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس -رضی اللہ تعالیٰ عنہما- روایت کرتے ہیں کہ:

« اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے صدقۂ فطر کو اِس لیے فرض فرمایا تاکہ وہ روزہ دار کو لغو اور بیکار باتوں سے پاک کردے، اور مساکین کے لیے خوراک ہوجائے »[1]۔

حضرت انس -رضی اللہ تعالیٰ عنہ- روایت کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول -صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم- نے ارشاد فرمایا: « بندے کا روزہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے - قبول نہیں ہوتا ہے- جب تک صدقۂ فطر ادا نہ کرے »[2]۔

### صدقۂ فطر کب واجب ہوتا ہے؟

عید کے دن صبح صادق طلوع ہوتے ہی صدقۂ فطر واجب ہوجاتا ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص صبح صادق سے پہلے مَر جائے، یا فقیر ہوجائے تو اُس پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔

مسئلہ: اگر صبح صادق شروع ہونے سے پہلے کافر، مسلمان ہوجائے، یا بچہ پیدا ہو، یا کوئی فقیر، مال دار ہوجائے تو اُن پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص صبح صادق شروع ہونے کے بعد مَر جائے تو اُس پر صدقۂ فطر واجب ہے۔

### صدقۂ فطر کس پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر ہر مسلمان، آزاد، مالک نصاب پر واجب ہے۔

مسئلہ: اِس میں عاقل و بالغ، اور مال نامی ہونے کی شرط نہیں، یعنی مال پر سال گزرنا شرط نہیں۔

(1) ترغیب وترہیب، جلد اول، صدقۂ فطر کا بیان۔

(2) تاریخ بغداد، حدیث: ۴۷۳۵۔

مسئلہ: نصاب میں یہ ضروری ہے کہ وہ حاجتِ اَصلیہ سے زائد ہو۔

## صدقۂ فطر کا وقت:

اِس کا وقت زندگی بھر ہے۔ جب بھی ادا کرے گا، ادا ہو جائے گا، لیکن نمازِ عید سے پہلے ادا کرنا سنت ہے۔

## صدقۂ فطر کی مقدار:

صدقۂ فطر کی مقدار یہ ہے: اگر صدقۂ فطر میں گیہوں یا اُس کا آٹا، یا ستو دیں تو نصف صاع یعنی دو کلو سینتالیس گرام دیں۔ اور اگر کھجور یا منقیٰ یا جَو، یا اُس کا آٹا، یا ستو میں سے کوئی چیز دیں تو ایک صاع یعنی چار کلو چورانوے گرام دیں۔

مسئلہ: آج کل عموماً ہر عام و خاص دو کلو سینتالیس گرام گیہوں ہی دینے پر اِکتفا کرتے ہیں، اور بقیہ چیزوں کی طرف نظر بھی نہیں کرتے۔ یہ کسی صورت مناسب نہیں ہے۔ اِس سلسلے میں زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ جو جس لائق ہو، وہ اُسی اِعتبار سے صدقۂ فطر ادا کرے۔ اگر گیہوں کے بجائے مُنَقّیٰ یا کھجور وغیرہ دینے کے لائق ہے تو ہر حال میں وہی دے۔ گیہوں دے کر دامن چھڑانے کی ہرگز کوشش نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اُس کی حیثیت کے مطابق صدقۂ فطر ادا کرنے کی توفیق دے۔

## صدقۂ فطر کس کو دے سکتے ہیں؟

صدقۂ فطر اُنھیں کو دے سکتے ہیں جن کو زکات دے سکتے ہیں۔ سوائے عامِل کے؛ کہ اِس کے لیے زکات ہے، صدقۂ فطر نہیں۔

عامِل: وہ ہوتا ہے جسے بادشاہِ اسلام نے زکات، یا عُشر وغیرہ وصول کرنے کے لیے مقرر کیا ہو۔

نوٹ: زکات جنھیں دے سکتے ہیں؛ اُن کی تفصیل، ص:۱۶/ میں ملاحظہ فرمائیں۔

## ضروری مسائل:

(۱) اگر مرد مالکِ نصاب ہے تو اُس پر اپنی اور اپنے نابالغ بچوں کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

(۲) اگر بچے مالک نصاب ہوں تو اُن کا صدقۂ فطر انھیں کے مال سے دیا جائے۔

(۳) مجنون اولاد اگرچہ بالغ ہو، لیکن نصاب کا مالک نہ ہو تو اُس کا صدقۂ فطر باپ پر واجب ہے۔ اور اگر نصاب کا مالک ہے تو خود اُسی کے مال سے دیا جائے۔

(۴) باپ نہ ہو تو دادا، باپ کے قائم مقام ہے۔ یعنی اُس پر اپنے فقیر و یتیم پوتے پوتی کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے۔

(۵) اپنی عورت اور عاقل و بالغ اولاد کا صدقۂ فطر، مرد کے ذمہ لازم نہیں۔ اگرچہ یہ اپاہج ہوں۔ اور اِن کا خرچ مرد کے ذمہ ہو۔

[مستفاد از بہار شریعت، جلد اول، حصہ پنجم و قانون شریعت، حصہ اول، صدقۂ فطر کا بیان۔]